

[تاریخ: ۰۳/۰۳/۲۰۲۳]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۳۶۵]

سوال

بد قسمتی سے کچھ عرصہ سے ہمارے ہاں رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش لیلۃ القدر کے قیام کا اہتمام کیا جاتا ہے اور درمیان میں دروس کا بھی۔ جس سے اعتکاف جیسی عظیم الشان سنت مجروح ہو رہی ہے۔ آپ اس پر اکابرین کی آراء کی روشنی میں ایک فتویٰ جاری کروادیں۔

کیا یہ مروجہ طریقہ عبادت سنت سے یا آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یا آئمہ کرام و محدثین عظام رحمہم اللہ سے ثابت ہے؟ اگر نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

محکم: زوہیب جدون مکی

جواب

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده!

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں پانچ (۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱) طاق راتیں آتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی شب قدر ہو سکتی ہے، جس کی عبادت کو ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی افضل فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ } [القدر: ۳]

’لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔‘

لیکن اس فضیلت والی رات کو اللہ نے مبہم رکھا ہے، تاکہ مسلمان اس کی تلاش اور جستجو کے شوق میں پانچوں طاق راتوں میں اللہ کی زیادہ سے زیادہ عبادت کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ہر معاملے میں اسوہ اور نمونہ ہیں، اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ لیلۃ القدر کی تلاش کے لیے ’اعتکاف‘ فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۲۰۲۷، صحیح مسلم: ۱۱۶)



اعتکاف 'مکوف' سے ہے، جس کا مطلب ہے ٹھہرنا، اور کسی خاص مقام پر اپنے آپ کو روکے رکھنا۔ شرعی طور پر اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے خصوصی طور پر مسجد میں ٹھہرنا۔ تاکہ بندہ مومن ہر طرف سے یکسو ہو کر، الگ تنہائی میں اپنے خالق و مالک کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہے، توبہ و استغفار کرے، اپنے گناہوں اور کوتاہیوں پر روئے، اور آخری عشرے کے ان مقدس لمحات کو نوافل، تلاوت قرآن جیسی عبادت کی صورت میں بھرپور انداز سے گزارے، تاکہ اسے روحانی لذت بھی محسوس ہو، گناہوں کی معافی کا پروانہ بھی ملے اور ہزار مہینوں سے بھی افضل رات میں عبادت کی سعادت بھی حاصل ہو سکے۔

گویا اعتکاف کا اصل مقصد انفرادی عبادت ہے، جلسے جلوس اور اجتماعی عبادت اس مقصد و مطلوب سے ہم آہنگ نہیں۔

ان طاق راتوں میں مجالس و عظ کا اہتمام شبینوں کے مروجہ طریقے یا صلوة تسبیح کا باجماعت رواج بالخصوص ختم قرآن کی رات تبلیغی جلسوں کا انعقاد یا ختم قرآن مجید کے بعد بلند آواز سے ہاتھ اٹھا کر اور بتیاں بجھا کر لمبی چوڑی اجتماعی دعائیں کرنا جیسا کہ بعض جگہ اہل حدیث میں بھی یہ رجحان پیدا ہو رہا ہے، بالکل بے ثبوت ہے۔ خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں پایا جاتا اس کی صراحت متقدمین اہل علم کے کلام میں موجود ہے۔ چنانچہ آٹھویں صدی ہجری کے ایک مشہور مالکی فقیہ ابن الحاج رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

'ختم قرآن کے موقع پر چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان وعظ و تقریر کا کوئی ثبوت نہیں اور جب احادیث میں اس کا کوئی ذکر (ثبوت) نہیں تو ایسا کرنا بدعت ہو گا۔' (المدخل: ۳/۳۰۳)

امام مالک رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے کہ رمضان میں اصل چیز نماز (اور اس میں قراءت قرآن) ہے، نہ کہ وعظ و نصیحت وغیرہ۔ (المدونۃ: ۱/۲۸۸)

مختصر یہ کہ ان مبارک راتوں میں مجالس و محافل اور وعظ و دروس، اور پھر ریفریشمنٹ کے نام پر کھانے پینے کی بجائے ساری توجہ قلب کو روحانی غذا پہنچانے کی طرف ہونی چاہیے، جس کی سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ

انفرادی عبادات پر توجہ دی جائے۔ کیونکہ دل کی پاکیزگی، تطہیر اور بیداری اسی میں ہے، نہ کہ مجالس و محافل اور اجتماعات میں، کیونکہ یہ امور دل و دماغ کو منتشر کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

■ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں شب بیداری اور عبادت کا مسنون طریقہ از مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ، بحوالہ: آثار حنیف: ۲/ ۳۸۲، ۳۸۳۔

■ رمضان کے آخری عشرے میں تقاریر کا اہتمام کرنا، بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۵/ ۲۲۷۔
وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

مفتیان کرام

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبداللیم بلال حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبدالستار حماد حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ

فضیلۃ الدکتور عبدالرحمن یوسف مدنی حفظہ اللہ

لَجْنَةُ الْعُلَمَاءِ لِلْإِفْتَاءِ
ULAMA FATWA COUNCIL

فضیلۃ الشیخ محمد ادریس اثری حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالولی حقانی حفظہ اللہ